12

حالات زیادہ سے زیادہ خطرناک ہوتے جارہے ہیں اس لئے خدا تعالیٰ کے کلام اور اس کے الہام سے ماخوذ دعائیں خصوصیت سے کی جائیں

(فرمودہ 8 مئی 1942ء)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

"مَیں گزشتہ خطبات میں جماعت کے دوستوں کو جنگ کے متعلق خاص طور پر دعاؤں سے کام لینے کی نصیحت کرتا آرہا ہوں اور آج پھر اس نصیحت کا اعادہ کرنا چاہتا ہوں کیونکہ آجکل جو خبریں آرہی ہیں۔ وہ پہلے سے بھی زیادہ خطرناک ہیں اور ایسے حالات پیدا ہو رہے ہیں جنہوں نے جنگ کو ہندوستان کے بہت زیادہ قریب کر دیا ہے۔

پس آج مَیں پھر ایک دفعہ جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ جو دعائیں مَیں نے دوستوں کو قرآن کریم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات سے بتائی ہیں اور جن میں یہ بھی شامل ہے کہ سورۂ کہف کی پہلی اور آخری دس آیتیں روزانہ پڑھی جائیں۔ یہ سب دعائیں خدا تعالیٰ کے کلام اور اس کے الہام سے ماخوذ ہیں اور ایک خزانہ ہے جو اس کے بندوں کو ملا ہے۔ لوگ اپنے طور پر تلاش کرتے پھرتے ہیں کہ کوئی ان کو خزانہ مل جائے۔ کوئی کیمیا کی جستجو کرتا ہے، کوئی جنّوں کو اپنے قابو میں لانے کی کوشش کرتا ہے اور کوئی دیوی دیوتاؤں کی نیازیں چڑھاتا ہے۔

غرض مختلف قسم کے ذرائع جن کا کچھ بھی نتیجہ نہیں نکلتا۔ لوگ اختیار کرتے ہیں مگر جو سچا اور حقیقی ذریعہ ہے اللہ تعالیٰ کی امداد اور اس کی نصرت حاصل کرنے کا، اس کو لوگ بھول جاتے ہیں حالانکہ یہ خدا تعالیٰ کا بتایا ہوُا رستہ ہے۔ اور یہ وہ رستہ ہے جس پر چلنے والے کی مدد کرنے کا خود اس نے وعدہ کیا ہوُا ہے۔ پس قرآن کریم کی ان دعاؤں کو یا رسول کریم ﷺ کی بتائی ہوئی دعاؤں کو یا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی الہامی دعاؤں کو خاص طور پر پڑھنا اور جماعتی طور پر پڑھنا یقیناً بہت نیک نتائج پیدا کرنے والی چیز ہے۔

پس ان پُر خطر ایام میں ان دعاؤں پر خاص طور پر زور دینا چاہئے اور جماعتی طور پر زور دینا چاہئے۔ جماعتی طور پر دعاؤں پر زور دینے کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ جو لوگ کمزور ہوتے ہیں وہ بھی اس طرح دعاؤں میں شریک ہو جاتے ہیں۔ جب جماعتی رنگ میں دعا نہیں ہوتی تو صرف چند لوگ دعا کرتے ہیں اور باقی غفلت اور سستی کی وجہ سے یا اپنی بے علمی کی وجہ سے ان دعاؤں میں حصہ نہیں لے سکتے۔ کئی لوگ دعا کا ارادہ تو رکھتے ہیں مگر بھول جاتے ہیں اور کئی ایسے ہوتے ہیں جو بھولتے تو نہیں مگر ان کو دعائیں آتی ہی نہیں اوران میں اتنی چستی یا اتنا علم نہیں ہوتا کہ وہ ان دعاؤں کو یاد کر سکیں۔ پھر کئی ایسے بھی ہوتے ہیں جو غفلت کی وجہ سے ان دعاؤں میں اتنے جوش کا اظہار نہیں کرتے جتنے جوش کا اظہار انہیں کرنا چاہئے مگر جب اس قسم کے لوگ دوسروں کے ساتھ دعامیں شامل ہوتے ہیں تو انہیں بھی دعاؤں میں جوش پیدا ہو جاتا ہے اور اجتماعی دعاؤں میں ہمیں ہمیشہ یہ نظارہ نظر آتا رہتا ہے۔ چنانچہ جلسہ سالانہ کے اختتام پر یا مجلس شوریٰ کے آخر میں یا رمضان کے دنوں میں درس قرآن کریم کے خاتمہ پر جب اجتماعی رنگ میں دعا کی جاتی ہے تو کس طرح لوگ چیخ چیخ کر رونے لگ جاتے ہیں حالانکہ وہی لوگ اپنے گھروں میں شاید دو دو مہینے میں بھی دعاؤں میں ایک آنسو نہیں بہاتے مگر ایسی مجالس میں شامل ہو کر ان کے دو دو سَو آنسو بہہ جاتے ہیں اس کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ اپنے ساتھیوں کو دیکھ کر اور ان کے پاس بیٹھنے کی وجہ سے ایسا روحانی اثر ان پر پڑتا ہے کہ ان میں ایک تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے گو وہ تبدیلی عارضی اور وقتی ہوتی ہے مگر بہر حال اس وقت ان میں ایسا جوش اور اخلاص رونما ہو جاتا ہے اور ان کی دعاؤں میں ایسی رقّت اور ایسا سوز و گداز پیدا ہو جاتا ہے جو ان کی

دعاؤں کو قبولیت کے قابل بنا دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ دوسروں کی پُر اخلاص دعاؤں کی وجہ سے ان کی دعاؤں کو بھی قبول کر لیتا ہے۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے جیسے تاجر بعض دفعہ اچھی چیز کے ساتھ بعض بُری چیزیں ملا کر رکھ دیتے ہیں اور جب اچھی چیز فروخت ہوتی ہے تو اس کے ساتھ بُری چیز بھی فروخت ہو جاتی ہے۔ ولایت میں چونکہ قیمتیں زیادہ مل جاتی ہیں اس لئے وہاں تو یہ قاعدہ ہے کہ تاجر اچھی چیزوں کو الگ رکھ دیتے ہیں اور ناقص چیزوں کو الگ۔ مگر ہمارے ملک میں یہ رواج ہے کہ تاجر اچھی اور بری دونوں چیزیں ملا دیتے ہیں مثلاً دس سنگترے اچھے ہوئے تو دو ناقص سنگترے ان میں ملا دیتے ہیں۔ اس طرح گاہک جب سنگترے خریدتا ہے تو اسے تاجر اچھے اور بُرے دونوں سنگترے ملا کر دے دیتا ہے اور گاہک بھی کہتا ہے کہ کیا ہوا بارہ میں سے دو ہی خراب ہیں یا سولہ میں سے دو سنگترے جو ناقص ہیں باقی تو اچھے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے حضور جب اکٹھی دعائیں پہنچتی ہیں تو ان میں سے کچھ مخلصانہ ہوتی ہیں کچھ کمزور ہوتی ہیں اور کچھ بالکل خراب اور ردّی ہوتی ہیں مگر اللہ تعالیٰ ان سب کو قبول کر لیتا ہے اور کہتا ہے یہ مشترک سودا ہے۔ اس میں اگر کچھ ناقص دعائیں آگئی ہیں تو کوئی حرج کی بات نہیں۔ پس جو دعائیں متحدہ طور پر مانگی جائیں۔ ان کا بہت بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اگر ان میں کوئی خراب اور ناقص دعائیں ہوں تو وہ بھی قبول کر لی جاتی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے یہ ناقص دعائیں اچھی دعاؤں کے ساتھ مل کر آئی ہیں اور چونکہ سودا مشترک طور پر پیش ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ رحیم و کریم ہے۔ اس لئے وہ صرف مخلص لوگوں کی دعائیں ہی قبول نہیں کرتا بلکہ کمزور لوگوں کی دعائیں بھی قبول کر لیتا ہے۔ اس طرح جہاں دعا کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ثواب مل جاتا ہے وہاں اس کی دعا سے قوم کو بھی فائدہ پہنچ جاتا ہے۔ گویا متحدہ دعائیں ایک طرف تو کمزور لوگوں کو زیادہ سے زیادہ ثواب بہم پہنچاتی چلی جاتی ہیں اور دوسری طرف ان کی دعاؤں سے قوم ترقی کرتی ہے کیونکہ جہاں تک دعا کا انسان کی ذات سے تعلق ہے۔ وہ ایک عبادت ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ویسا ہی ثواب ملتا ہے جیسے کسی اَور عبادت پر اس کی طرف سے ثواب حاصل ہوتا ہے۔ اسی طرح جب قوم اور ملک کے فائدہ کے لئے دعا کی جاتی ہے تو لازماً قوم اور ملک کو فائدہ پہنچتا ہے۔

پس اجتماعی دعاؤں کے نتیجہ میں جہاں تک عبادت کا تعلق ہے۔ کمزور انسان کو بھی دعا کا ثواب مل جاتا ہے حالانکہ اس کی دعا ثواب والی نہیں ہوتی بلکہ لولی لنگڑی اور ٹوٹی ہوئی ہوتی ہے مگر چونکہ وہ دعا سب دعاؤں کے ساتھ پیش ہوتی ہے۔ اس لئے اس پر بھی ثواب حاصل ہو جاتا ہے۔ غرض دعا کا یہ ثوابی پہلو نہایت اہمیت رکھنے والی چیز ہے اور یہ قدرتی بات ہے کہ جس شخص کی ایک دعا قبول ہو کر اسے ثواب مل جائے گا لازماً وہ اور دعا کرے گا اور پھر اَور ثواب حاصل کرے گا۔ اس طرح وہ اپنے اخلاص اور ایمان میں ترقی کرتا چلا جائے گا کیونکہ جب خدا کسی کو ثواب دیتا ہے تو اس کا ایک حصہ ایمان کی صورت میں دیتا ہے اور جسے بار بار ثواب ملتا رہے اس کا ایمان آہستہ آہستہ مضبوط ہوتا چلا جاتا ہے۔ پس دوسروں کے ساتھ مل کر دعا کرنے کا قوم کو بھی فائدہ پہنچتا ہے اور خود انسان کی اپنی ذات کو بھی فائدہ پہنچتا ہے اور جو شخص ایسا کرے گا، اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو بدلہ ملے گا اس کا کچھ حصہ ایمان کی زیادتی کی شکل میں ملے گا اور اس طرح اس کے ایمان میں بھی تازگی اور قوت پیدا ہو جائے گی۔ پس نہ صرف قوم اس کی دعا سے فائدہ اٹھائے گی بلکہ وہ بھی ایمان کی زیادتی کی شکل میں اس سے فائدہ اٹھائے گا۔

غرض اجتماعی دعائیں اپنے اندر خاص رنگ اور خاص حیثیت رکھتی ہیں جسے کسی صورت میں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

انفرادی دعا اعلیٰ ترین مخلصوں کے لئے نہایت ہی اعلیٰ درجہ کی چیز ہے جب وہ دنیا سے الگ ہو کر اکیلے اپنے رب کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں تو ان کا جو ناز اور پیار اپنے رب سے ہوتا ہے۔ اس کی مثال مجلس کی دعاؤں میں نہیں مل سکتی مگر مجلسی دعاؤں میں کمزور اور ناتوان اور تھوڑے ایمان والوں کے دلوں میں مضبوط ایمان رکھنے والے بھائیوں کو دیکھ کر جو جوش پیدا ہوتا ہے وہ جوش اور وہ درد انہیں انفرادی دعاؤں میں میسر نہیں آ سکتا۔ پس مجلسی دعائیں اپنی عام حیثیت اور وسعت کے لحاظ سے مفید ہیں اور انفرادی دعائیں ایمان اور اخلاص کی شدت کے لحاظ سے مفید ہیں اور دونوں ہی اپنی جگہ نہایت کار آمد اور مفید چیزیں ہیں۔

پس مَیں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ اس نازک موقع پر مَیں نے جو تحریک کی ہوئی ہے

کہ نمازوں میں امام اور مقتدی مل کر اور الگ الگ کثرت کے ساتھ دعائیں کریں اسے کسی صورت میں بھی نظر انداز نہ کیا جائے بلکہ اس پر زیادہ سے زیادہ پختگی اور مضبوطی کے ساتھ عمل کیا جائے۔ بعض جگہ چونکہ احمدیوں کی مسجدیں نہیں ہیں۔ اس لئے ممکن ہے بعض جماعتیں غفلت سے کام لے رہی ہوں اور انہوں نے التزام کے ساتھ ان دعاؤں کی طرف توجہ نہ کی ہو۔ اگر ایسا ہی ہو اور کسی جماعت میں یہ غفلت اور سستی پائی جاتی ہو تو وہاں کی جماعت کے کسی اور مخلص دوست کو چاہئے کہ یہ کام اپنے ذمہ لے لے اور امام اور مقتدیوں دونوں کو توجہ دلاتا رہے کہ وہ کسی نہ کسی نماز میں ان دعاؤں کو جو مَیں بتا چکا ہوں پابندی کے ساتھ مانگتے رہیں۔" (الفضل 10، مئی 1942ء)